اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ

سوال : (1)۔لفظ حمد اور کلمہ جلالت اللہ کی تعریف بیان کریں؟

جواب : حمد کا لغوی معنی ہے تعریف کرنا، اصطلاحی معنی ہے۔ تعظیم کے ارادہ سے زبان کے ساتھ کسی کی تعریف کرنا برابر ہے کہ تعریف نعمت کے بدلے میں ہو یا بغیر نعمت کے ہو۔

اللہ نام ہے اس ذات کا جو واجب الوجود ہے، تمام صفات کمالیہ کی جامع ہے۔

سوال : (2)۔مصنف علیہ الرحمہ نے عَلَّمَ مِنَ الْبَیَانِ مَالَمْ نَعْلَمْ میں البیان کو مالم نعلم پر مقدم کیوں کیا؟

جواب : من البیان، مالم نعلم کا بیان ہے اس کو رعایت سجع کی وجہ سے مقدم کیا ہے۔

سوال : (3)۔لفظ صلوۃ کا معنی بندوں وغیرہ کی طرف نسبت کے اعتبار سے کیا کیا ہوتا ہے؟

جواب : صلوۃ کی نسبت اگر اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو رحمت، اگر فرشتوں کی طرف ہو تو استغفار، اگر بندوں کی طرف ہو تو دعا، اگر پرندوں کی طرف ہو تو تسبیح و تہلیل مراد ہوتی ہے۔

سوال : (4)۔لفظ آل کی اصل بیان کریں ،نیز آل کا استعمال کن لوگوں کے لیے ہوتا ہے؟

جواب : لفظ آل کی اصل اَھْلٌ ہے ،کیونکہ اس کی تصغیر اُھَیْلٌ ہے ،اور قاعدہ ہے کہ تصغیر اسماء کو ان کی اصل پر لے آتی ہے ،تصغیر کی یا حذف کرنے کے بعد اَھْلٌ باقی رہتا ہے ،ھا کو خلاف قیاس ہمزہ سے بدل دیا ، پھر آمَنَ کے قاعدہ کے تحت اس کو الف سے بدلا تو آلٌ ہو گیا۔

آل کا اطلاق اہل شرافت پر ہوتا ہے ،شرافت دینی ہو یا دنیاوی جیسے کہا جاتا ہے ،آل محمد ،آل فرعون وغیرہ۔

سوال : (5)۔علم بلاغت سے کون کون سے علوم مراد ہیں ،توابع سے کون سا علم مراد ہے؟

جواب : علم بلاغت سے مراد علم معانی اور علم بیان ہے ،اور توابع سے مراد علم بدیع ہے۔

سوال : (6)۔مفتاح العلوم کتاب کے مصنف کون ہیں اور وہ کتاب کتنے علوم پر مشتمل ہے؟

جواب: مفتاح العلوم کے مصنف علامہ ابو یعقوب یوسف سکاکی علیہ الرحمہ ہیں۔ یہ کتاب نو علوم پر مشتمل ہے، جو تین قسموں پر منقسم ہے، پہلی قسم میں نحو، صرف اور اشتقاق کا بیان ہے، دوسری قسم میں علم عروض (فن شاعری) علم قوافی اور علم منطق کا بیان ہے۔ تیسری قسم میں علم معانی، علم بیان اور علم بدیع کا بیان ہے۔ صاحب تلخیص المفتاح نے تیسری قسم کی تلخیص و تہذیب کی ہے، جس میں بہت سے فوائد کا اضافہ بھی کیا ہے۔

سوال: (7)۔ مفتاح العلوم کی ہر قسم کتنے علوم پر مشتمل ہے؟

جواب: تین علوم پر مشتمل ہے۔

سوال: (8)۔ مصنف علیہ الرحمہ نے کس قسم کی تلخیص کر کے تلخیص المفتاح لکھی ہے؟

جواب: جو قسم ثالث کے قواعد کو شامل ہے اور ان مثالوں اور شواہد کو بھی شامل ہے جس کی مختصر کو ضرورت ہے۔

سوال: (9)۔ مفتاح العلوم کتاب کتنی اور کون کونسی خوبیوں پر مشتمل ہے۔

جواب: تین خوبیوں پر مشتمل ہے (1) ترتیب کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہے (2) تحریر میں زیادہ مکمل ہے (3) اصول و قواعد کو زیادہ جامع ہے۔

سوال: (10)۔ مفتاح العلوم کی قسم ثالث کن کن عیوب پر مشتمل ہے؟

Munawarsaeed

جواب: حشو و تعقید اور تطویل سے محفوظ نہیں ہے،اختصار کے قابل اور وضاحت و تجرید کی محتاج ہے۔

سوال: (11)۔حشو،تعقید، تطویل،مثال اور شاہد کی تعریف لکھیں؟

جواب: حشو کی تعریف: وہ زائد معین الفاظ جن کی اصل مضمون میں ضرورت نہ ہو۔

تعقید کی تعریف: پیچیدہ مضمون جس کا مطلب آسانی سے سمجھ نہ آ سکے۔

تطویل کی تعریف: وہ زائد غیر معین الفاظ جن کی اصل مضمون میں ضرورت نہ ہو۔

مثال کی تعریف: جس کو قاعدہ کی وضاحت کے لیے ذکر کیا جائے۔

شاہد کی تعریف: جس کو قاعدہ ثابت کرنے کے لیے ذکر کیا جائے۔

سوال: (12)۔مثال اور شاہد کے درمیان کون سی نسبت ہے؟

جواب: عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے،مثال عام ہے اور شاہد خاص ہے۔ہر شاہد مثال ہے لیکن ہر مثال شاہد نہیں ہے۔

Munawarsaeed

مقدمہ

سوال : (1)۔فصاحت۔ مفرد، متکلم اور کلام میں سے کس کی صفت واقع ہوتی ہے؟

جواب : فصاحت ان تینوں کی ہی صفت واقع ہوتی ہے۔

سوال : (2)۔بلاغت کس کس کی صفت واقع ہوتی ہے؟

جواب : بلاغت صرف کلام اور متکلم کی صفت واقع ہوتی ہے۔

سوال : (3)۔فصاحت فی المفرد کے لیے کتنے اور کون کون سے عیوب سے پاک ہونا ضروری ہے؟

جواب : فصاحت فی المفرد کے لیے تین عیوب سے پاک ہونا ضروری ہے۔(1) تنافرحروف (2) غرابت (3) مخالفت قیاس۔

سوال : (4)۔تنافر، غرابت اور مخالت قیاس کی تعریف اور مثال بیان کریں؟

جواب : **تنافر کی تعریف** : کلمہ میں ایسے حروف جمع ہو جائیں، جن کے اجتماع سے ثقل پیدا ہو جائے، اور فصحاء کو بولنے میں دشواری ہو۔جیسے مُسْتَشْزِرَاتٌ

غرابت کی تعریف : لفظ کا معنی آسانی سے سمجھ میں نہ آئے اور وہ لفظ عام طور پر استعمال نہ ہوتا ہو۔جیسے مُسَرَّجٌ

مخالفت قیاس کی تعریف : کلمہ کو صرف کے قاعدہ کے خلاف استعمال کیا جائے۔ جیسے اَجلَلِ صرف کے قاعدہ کے مطابق یہ اَجلِّ ہونا چاہیے۔

سوال : (5)۔غَدَائِرُہٗ مُسْتَشْزِرَاتٌ اِلیٰ العُلیٰ۔فَاحِمًامَرْسِنًامُسَرَّجًا کا ترجمہ کریں اور محل استشہاد بیان کریں؟

جواب : غَدَائِرُہٗ مُسْتَشْزِرَاتٌ اِلیٰ العُلیٰ :ترجمہ : اس کی چوٹی کے بال بلندی کی طرف اٹھنے والے ہیں۔اس مثال میں مُستَشزِرَاتٌ محل استشہاد ہے۔

وَفَاحِمًاوَمَرْسِنًامُسَرَّجًا:ترجمہ : محبوبہ نے ظاہر کیے کالے سیاہ بال اور چمکتی ہوئی ناک سریجی کی تلوار کی طرح۔اس مثال میں مُسَرَّجًا محل استشہاد ہے۔

سوال : (6)۔فصاحت کلام کے لیے کتنی چیزوں سے پاک ہونا ضروری ہے؟

جواب : کلام کی فصاحت کے لیے کلام کے کلمات کے فصیح ہونے کے ساتھ ساتھ کلام کا تین چیزوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔(1)ضعف تالیف (2) تنافر کلمات (3) تعقید

سوال : (7)۔ضعف تالیف 'تنافر کلمات اور تعقید کی تعریف مع مثال بیان کریں؟

جواب : **ضعف تالیف کی تعریف** : کلام مشہور نحوی قانون کے خلاف ہو۔ جیسے ضَرَبَ غُلَامُهٗ زَيْدًا ' اس مثال میں اضمار قبل الذکر لازم آرہا ہے ۔جو نحوی قانون کے خلاف ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ ضمیر بعد میں ہوتی ہے اور اس کا مرجع پہلے ہوتا ہے۔یہاں پر غلامہ کی ہ ضمیر کا مرجع زید ہے جو ضمیر کے بعد آرہاہے' حالانکہ نحوی قاعدہ کے مطابق زید کو ضمیر سے پہلے ہونا چاہیے۔

تنافر کلمات کی تعریف : کلام میں کچھ کلمات کے جمع ہونے کی وجہ سے وہ زبان پر ثقیل ہو جائے' اگرچہ وہ کلمات الگ الگ فصیح ہوں۔ جیسے وَلَيْسَ قُرْبَ قَبْرِ حَرْبٍ قَبْرٌ "ترجمہ : حرب کی قبر کے پاس کوئی قبر نہیں۔اس مثال میں قرب اور قبر اور پھر قبر کے ایک ساتھ جمع ہونے کی وجہ سے ثقل پیدا ہو گیا لہٰذا یہ کلام فصیح نہیں ہے۔

تعقید کی تعریف : کلام معنی مرادی پر ظاہر الدلالۃ نہ ہو کسی خلل کی وجہ سے۔

تعقید کی دو قسمیں ہیں۔(1) تعقید لفظی (2) تعقید معنوی

تعقید لفظی : الفاظ میں تقدیم وتاخیر یا فاصلہ کی وجہ سے کلام کی مراد ظاہر نہ ہو۔ جیسے مبتدا اور خبر یا موصوف اور صفت' مبدل منہ اور بدل میں کسی اجنبی کا فاصل ہونا

Munawarsaeed

تعقید معنوی : الفاظ سے معنی کو سمجھنے میں غلطی کی وجہ سے مراد ظاہر نہ ہو۔ جیسے لفظ کا ایک حقیقی معنی ہو اور ایک مجازی معنی ہو اور متکلم حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی مراد لے اور مجازی معنی کے مراد ہونے تک پہنچنا آسان نہ ہو۔

سوال : (8)۔ وَمَا مِثْلُهٗ فِي النَّاسِ اِلَّا مُمَلَّكاً اَبُوْ اُمِّهٖ حَيٌّ اَبُوْهٗ يُقَارِبُهٗ اس شعر کا مفہوم بیان کریں۔ نیز اس کا پس منظر بیان کرتے ہوئے یہ بتائیں کہ تعقید کی کون سی قسم ہے؟

جواب : ترجمہ : اور نہیں ہے اس (ابراہیم) کی مثل لوگوں میں کوئی زندہ (جو فضائل میں اس کے مشابہ ہو) مگر ایسا بادشاہ (ہشام بن عبدالملک) کہ اس کی ماں کا باپ اور اس (ابراہیم) کا باپ ایک ہے۔ مذکورہ شعر فرزدق شاعر کا ہے جو اس نے ہشام کے ماموں کی تعریف میں کہا تھا۔ یہ تعقید لفظی کی مثال ہے۔ اس شعر میں ابو امه مبتدا ہے ابوہ اس کی خبر ہے جس کے درمیان حی اجنبی سے فاصلہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح حی موصوف اور یقاربہ اس کی صفت ہے جس کے درمیان ابوہ کے ساتھ فاصلہ کیا گیا ہے۔ مثله مبدل منہ اور حی بدل ہے جس کے درمیان کثیر فاصلہ ہے۔ حی الا مملک مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ ہے جس میں تقدیم و تاخیر ہے۔

سوال : (9)۔سَئَاطْلُبُ بُعْدَالدَّارِ عَنْكُمْ لِتَقْرَبُوْ وَتَسْكُبُ عَيْنَایَ الدُّمُوْعَ لِتَجْمُدَادرج ذیل شعر کی تشریح کتاب کے مطابق کریں؟

جواب : ترجمہ : عنقریب میں تم سے گھر کی دوری طلب کروں گا تاکہ تم قریب ہو جائو اور میری آنکھیں آنسوں بہائیں گی تاکہ وہ خشک ہو جائیں۔آنسوں کے خشک ہونے سے ذہن آنسوں بہانے میں بخل کی طرف جاتا ہے جبکہ شاعر کی اس سے مراد خوشی ہے۔یہ تعقید معنوی کی مثال ہے۔

سوال : (10)۔فصاحت متکلم کی تعریف بیان کریں؟

جواب : **فصاحت متکلم کی تعریف :** متکلم میں ایسا ملکہ ہے جس کے ذریعے متکلم اپنے مقصود کو فصیح الفاظ کے ساتھ بیان کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

ملکہ سے مراد قوت راسخہ ہے۔

سوال : (11)۔بلاغت کلام اور بلاغت متکلم کی تعریف بیان کریں؟

جواب : **بلاغت کلام کی تعریف :** کلام فصیح ہونے کے ساتھ ساتھ مقتضی حال کے مطابق ہو۔

Munawaraeed

بلاغت متکلم کی تعریف: متکلم میں ایسا ملکہ ہے جس کے ذریعے متکلم کلامِ بلیغ کو مرتب کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

سوال: (12)۔کلام کے مقامات ایک دوسرے سے کیسے مختلف ہوتے ہیں مثال دے کر بیان کریں؟

جواب: نکرہ'مطلق'مقدم'ذکر کا مقام ان کے مخالف معرفہ'مقید'مؤخر'حذف کے مقام سے جدا ہے۔اسی طرح مقام وصل مقام فصل سے جدا ہے۔ایجاز واختصار کا مقام ان کے مخالف اطناب وطوالت کے مقام سے جدا ہے۔ عقلمند سے گفتگو کرنا جدا ہے کند ذہن سے گفتگو کرنے سے۔جیسے نکرہ کے لیے رَجُلٌ قَائِمٌ کہا جاتا ہے اور معرفہ کے لیے زَیْدٌ قَائِمٌ کہا جاتا ہے لیکن دونوں کے بولنے کے مقامات الگ الگ ہیں۔

سوال: (13)۔کوئی بھی کلام کب عمدہ ہوتا ہے اور کب خراب ہوتا ہے؟

جواب: کلام اگر اعتبار مناسب کے مطابق ہو تو عمدہ ہے۔اگر اعتبار مناسب کے مطابق نہ ہو تو خراب ہے۔

فائدہ: مقتضی حال کو ہی اعتبار مناسب بھی کہتے ہیں۔

سوال: (14)۔بلاغت کی کتنی طرفیں (مراتب) ہیں اور کون کون سے ہیں؟

جواب: بلاغت کی دو طرفیں ہیں (1)اَعلیٰ (2)اَسفل

Munawarsaeed

اعلی : جو حد اعجاز یا اس کے قریب ہو

اسفل : جس کو اگر اس سے کم کی طرف پھیرا جائے تو بلغاء کے نزدیک وہ جانوروں کی آوازوں سے مل جائے۔

سوال : (15)۔فصاحت و بلاغت کے درمیان کونسی نسبت ہے ؟کیا ہر فصیح بلیغ ہوتا ہے ؟

جواب : فصاحت و بلاغت کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ہر بلیغ فصیح ہوتا ہے لیکن ہر فصیح کا بلیغ ہونا ضروری نہیں ہے۔

سوال : (16)۔علم بلاغت کتنی چیزوں پر موقوف ہے؟

جواب :آٹھ چیزوں پر موقوف ہے۔(1) تنافر حروف (2) غرابت (3) مخالفت قیاس (4) تنافر کلمات (5) ضعف تالیف (6) تعقید لفظی (7) تعقید معنوی (8) معنی مرادی کو اداء کرنے میں غلطی سے بچنا۔

الفن الاول علم المعانی

سوال : (1)۔علم معانی کو علم بیان پر مقدم کیوں کیا؟

Munawarsaeed

جواب: علم معانی کو علم بیان پر اس لیے مقدم کیا ہے کہ علم معانی مفرد کے مرتبہ میں ہے اور علم بیان مرکب کے مرتبہ میں ہے اور مفرد مقدم ہوتا ہے مرکب پر طبعی طور پر۔

سوال: (2)۔ علم معانی کی تعریف بیان کریں؟

جواب: وہ علم جس کے ذریعے عربی لفظ کے احوال کو پہچانا جاتا ہے جس کی وجہ سے لفظ مقتضی حال کے مطابق ہو جاتا ہے۔

سوال: (3)۔ علم معانی کے کتنے ابواب ہیں اور کون کون سے ہیں؟

جواب: علم معانی آٹھ ابواب میں منحصر ہے (1) اسناد خبری کے احوال (2) مسند الیہ کے احوال (3) مسند کے احوال (4) متعلقات فعل کے احوال (5) قصر (6) انشاء (7) وصل و فصل (8) ایجاز' اطناب' مساواۃ

سوال: (4)۔ علم معانی کے آٹھ ابواب پر مشتمل ہونے کی دلیل حصر بیان کریں؟

جواب: کلام دو حال سے خالی نہیں ہوگا' کلام کی نسبت کے لیے خارج ہوگا یا نہیں ہوگا اور وہ نسبت خارج کے مطابق ہوگی یا نہیں ہوگی' اگر کلام کی نسبت کے لیے خارج ہے تو وہ جملہ خبریہ ہوگا' اگر خارج نہیں ہے تو جملہ انشاءیہ ہوگا۔ اگر جملہ خبریہ ہے تو اس کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں (1) مسند (2) مسند الیہ (3) اسناد۔ پھر مسند اگر فعل یا معنی فعل ہو تو اس کے متعلقات بھی ہوتے ہیں۔ اسناد اور

تعلق میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں (1) اسناد قصر کے ساتھ ہوگی (2) یا بغیر قصر کے ہوگی۔ ہر جملہ جو دوسرے جملہ سے ملا ہوا ہو اس کی بھی دو صورتیں ہیں (1) یا تو دوسرا جملہ پہلے پر معطوف ہوگا (2) یا دوسرا جملہ پہلے پر معطوف نہیں ہوگا۔ اگر معطوف ہے تو وصل اگر نہیں تو فصل پھر کلام بلیغ تین حال سے خالی نہیں ہے (1) کلام اصل مراد پر کسی فائدہ کی وجہ سے زائد ہوگا (2) یا زائد نہیں ہوگا (3) بلکہ برابر ہوگا' مقصود کے مطابق ہوگا۔ پہلی صورت میں ایجاز ہے دوسری صورت میں اطناب ہے اور تیسری صورت میں مساواۃ ہے۔

سوال: (5)۔ جمہور کے نزدیک صدق خبر اور کذب خبر کی تعریف بیان کریں؟

جواب: صدق خبر: خبر واقع کے مطابق ہو۔

کذب خبر: خبر وقع کے مطابق نہ ہو۔

سوال: (6)۔ صدق خبر اور کذب خبر کے بارے میں نظام معتزلی اور جاحظ کا قول بیان کریں؟

جواب: نظام معتزلی کا قول:

صدق خبر: خبر مخبر کے اعتقاد کے مطابق ہو' اگرچہ اس کا اعتقاد غلط ہو۔

Munawarsaeed

کذب خبر: خبر مخبر کے اعتقاد کے مطابق نہ ہو۔

جاحظ کا قول:

صدق خبر: خبر واقع اور مخبر کے اعتقاد کے مطابق ہو۔

کذب خبر: خبر واقع کے مطابق نہ ہو اور مخبر کا اعتقاد بھی یہی ہو کہ خبر واقع کے مطابق نہیں ہے۔

ان دونوں کے علاوہ نہ صدق خبر ہے اور نہ کذب خبر ہے۔

سوال: (7)۔ صدق خبر اور کذب خبر کے بارے میں نظام معتزلی اور جاحظ کی دلیل اور اس کا رد کتاب کی روشنی میں بیان کریں؟

جواب: **نظام معتزلی کی دلیل:**

اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ترجمہ: بے شک منافقین ضرور جھوٹے ہیں۔ منافق جب نبی پاک ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ یہ خبر ان کے اعتقاد کے مطابق نہیں ہے اس لیے ان کو جھوٹا کہا گیا۔

Munawarsaeed

اس دلیل کارد :

تین طرح سے اس کارد کیا گیا ہے (1) لکاذبون کا مطلب ہے کہ وہ شھادت میں جھوٹے ہیں (2) یا شھادت نام رکھنے میں جھوٹے ہیں (3) یا اپنے خیال کے مطابق جس امر کی گواہی دیتے تھے اس میں جھوٹے ہیں۔

جاحظ کی دلیل :

اَفْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِباً اَمْ بِہٖ جِنَّۃٌ ترجمہ : کیا انہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے یا ان کو جنون لاحق ہوا ہے۔ یہ کفار نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں کہا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ثانی (حالت جنون) سے مراد جھوٹ نہیں ہے، یعنی جنون کی حالت میں خبر دینا جھوٹ نہیں ہے بلکہ جھوٹ کا قسیم اور مقابل ہے۔ اور جنون کی حالت میں خبر دینا صدق بھی نہیں کیونکہ وہ آپ کے دشمن تھے اس وقت وہ آپ کے سچا ہونے کا اعتقاد بھی نہیں رکھتے تھے۔

اس دلیل کارد :

ام بہ جنۃ کا معنی ہے ام لم یفتر اس کو بالجنۃ سے تعبیر کیا گیا، کیونکہ مجنون کے لیے افتراء نہیں ہوتا۔

Munawarsaeed

احوال الاسناد الخبری

سوال : (1)۔ مخبر کے اپنی خبر کے ساتھ مخاطب کو فائدہ پہنچانے کے اعتبار سے کتنی قسمیں ہیں اور کون کون سی ہیں؟

جوب : مخبر کے اپنی خبر سے مخاطب کو فائدہ دینے کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں۔(1) فائدۃالخبر (2) لازم فائدۃالخبر

فائدۃالخبر : جب مخبر کا مقصد اپنی خبر سے مخاطب کو حکم کا فائدہ دینا ہو۔

لازم فائدۃالخبر : جب مخبر کا مقصد اپنی خبر سے مخاطب کو یہ بتانا ہو کہ مجھے بھی حکم کا علم ہے۔

سوال : (2)۔ خبر کے تاکید پر مشتمل ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے کتنی قسمیں ہیں ،تعریف اور مثال بھی بیان کریں؟

جواب : اس اعتبار سے تین قسمیں ہیں (1) ابتدائی (2) طلبی (3) انکاری

ابتدائی کی تعریف : جب مخاطب کا ذہن حکم سے خالی ہو اور اسے تردد (شک) بھی نہ ہو تو تاکید لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ

Munawarsaeed

طلبی کی تعریف : جب مخاطب کو حکم میں تردد ہو تو تاکید لگانا مستحسن (بہتر) ہے۔ جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ

انکاری کی تعریف : جب مخاطب حکم کا منکر ہو تو تاکید لگانا واجب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کے قاصدوں کی حکایت کرتے ہوئے فرمایا جب ان کو پہلی مرتبہ جھٹلایا گیا اِنَّآ اِلَیْکُم مُرْسَلُوْنَ اسمیں دو تاکیدیں ہیں (1) اِنَّ (2) جملہ اسمیہ

سوال : (3)۔ غیر سائل کو سائل کے مرتبہ میں اتار کر کلام کرنے کی مثال وضاحت کے ساتھ بیان کریں؟

جواب : غیر سائل کو سائل کے مرتبہ میں اتار کر اس وقت کلام کیا جاتا ہے جب اس کے سامنے ایسی چیزیں پیش کر دی جائیں جو خبر کی طرف اشارہ کر دیں۔ اس کی وجہ سے اسے تردد ہو جائے کہ ایسا ہو گا بھی یا نہیں اگرچہ حقیقت میں وہ متردد نہ ہو، تو وہ خبر کا انتظار طالب متردد کی طرح کرتا ہے، اس کو طالب متردد کے مرتبہ میں اتار کر ایک تاکید لاتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام سے فرمایا، وَلَا تُخَاطِبْنِی فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا، (ظالموں کے بارے میں مجھ سے بات مت کرو) اس سے خبر یعنی ظلم کے نتیجہ کی طرف اشارہ ہو گیا کہ غالباً ان پر عذاب آئے گا، لیکن چونکہ صرف

اشارہ ہے' صراحت نہیں ہے اس لیے حضرت نوح علیہ السلام کو گویا شک ہے کہ عذاب آئے گا یا اس کے رکنے کی کوئی صورت بھی ہے' آپ سائل نہیں تھے لیکن آپ کو سائل کے مرتبہ میں اتار کر حرف اِنَّ تاکید لا کر فرمایا اِنَّھُمْ مُغْرَقُوْنَ (بے شک وہ ضرور غرق کیے جائیں گے)

سوال: (4)۔ غیر منکر کو منکر اور منکر کو غیر منکر کے درجہ میں اتارنا مع مثال بیان کریں؟

جواب: **غیر منکر کو منکر کے درجہ میں اتارنا:**

غیر منکر مخاطب کو اس وقت منکر کے درجہ میں اتار کر کلام کیا جاتا ہے جب اس سے کوئی انکار کی علامت ظاہر ہو۔ اس کو منکر فرض کر کے اس کے لیے تاکید لاتے ہیں۔ جیسے جَاءَ شَقِیْقٌ عَارِضًا رُمْحَہٗ: اِنَّ بَنِیْ عَمِّکَ فِیْهِ رِمَاحٌ (شقیق آیا اپنے نیزے کو چوڑائی میں رکھے ہوئے' بے شک تیرے چچا کے بیٹوں کے پاس نیزے ہیں) اہل عرب جب جنگ کے لیے جاتے تو نیزے کو چوڑائی میں رکھتے تھے' جنگ شروع ہوتی تو اس کی نوک آگے کر لیتے' شقیق کا اس حالت میں آنا اس بات کی علامت ہے کہ وہ اپنے چچا کے بیٹوں کے پاس نیزے ہونے کا منکر ہے اس لیے دوسرے مصرعہ میں اِنَّ کے ساتھ تاکید لا کر کلام کیا گیا۔

منکر کو غیر منکر کے درجہ میں اتارنا :

جب مخاطب کے پاس ایسی چیز موجود ہو کہ اگر اس میں غور کرے تو انکار سے باز آجائے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے بارے میں فرمایا لَا رَیْبَ فِیْهِ (اس میں کوئی شک نہیں) کفار قرآن کے منکر تھے لیکن ان کے پاس ایسے دلائل موجود تھے کہ اگر ان میں غور و فکر کرتے تو اپنے انکار سے باز آجاتے' اس لیے ان کے انکار کو غیر انکار کے درجہ میں رکھ کر بغیر تاکید کے کلام کیا گیا۔

سوال : (5)۔ حقیقت عقلیہ کی تعریف مع مثال بیان کریں؟

جواب : **حقیقت عقلیہ کی تعریف :** فعل یا معنی فعل کی نسبت ایسی چیز کی طرف کرنا کہ ظاہر میں وہ فعل یا معنی فعل متکلم کے نزدیک اس شئے کے لیے ثابت ہو۔ جیسے مومن کا قول اَنْبَتَ اللّٰهُ الْبَقْلَ (اللہ نے سبزہ اگایا) اور جاہل کا قول اَنْبَتَ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ (بہار نے سبزہ اگایا)

سوال : (6)۔ حقیقت عقلیہ کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں تعریف مع مثال بیان کریں؟

جواب : حقیقت عقلیہ کی چار قسمیں ہیں'

(1) جو واقع اور متکلم کے اعتقاد کے مطابق ہو۔ جیسے مومن کا قول اَنْبَتَ اللّٰہُ الْبَقْلَ (اللہ تعالیٰ نے سبزہ اگایا)

(2) جو وقع کے مطابق نہ ہو متکلم کے اعتقاد کے مطابق ہو۔ جیسے جاہل کا قول اَنْبَتَ الرَّبِیعُ الْبَقْلَ (بہار نے سبزہ اگایا) یہاں جاہل سے دہریہ کافر مراد ہے جو اللہ کا منکر ہے۔

(3) جو واقع کے مطابق ہو متکلم کے اعتقاد کے مطابق نہ ہو۔ جیسے کوئی معتزلی کہے خَلَقَ اللّٰہُ الْاَفْعَالَ کُلَّھَا (اللہ تعالیٰ نے تمام افعال کو پیدا کیا) کیونکہ معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ افعال اختیاریہ کا خالق بندہ خود ہے۔ مذکورہ قول اس کے عقیدے کے مطابق نہیں ہے جبکہ واقع کے مطابق ہے۔

(4) جو نہ واقع کے مطابق ہو اور نہ ہی متکلم کے اعتقاد کے مطابق ہو۔ جیسے جَآءَ زَیْدٌ (زید آیا) جبکہ متکلم جانتا ہو کہ زید نہیں آیا تو یہ خبر نہ واقع کے مطابق ہے اور نہ ہی متکلم کے اعتقاد کے مطابق۔

سوال: (7)۔ مجاز عقلی کی تعریف مع مثال بیان کریں؟

جواب: **مجاز عقلی کی تعریف:**

تاویل کے ساتھ فعل یا معنی فعل کی نسبت کرنا کسی ایسے متعلق کی طرف جو اس کا غیر ہو جس کے لیے وہ فعل یا معنی فعل ہے۔اس پر قرینہ بھی ہو کہ یہاں فعل کی نسبت غیر کی طرف ہے۔ جیسے عِيْشَةٌ رَّاضِيَةٌ (راضی ہونے والی زندگی) حالانکہ راضی ہونے والی زندگی نہیں بلکہ زندگی والا ہوتا ہے۔

سوال: (8)۔أَشَابَ الصَّغِيْرَ وَاَفْنَى الْكَبِيْرَ: كَرُّ الغَدَاةِ وَمَرُّ العَشِيِّ اس شعر کا ترجمہ کریں اور یہ بتائیں کہ اس میں مجاز عقلی ہے یا حقیقت عقلیہ ہے؟

جواب: ترجمہ: بچے کو جوان اور بوڑھے کو فنا کر دیا دن کے بار بار آنے اور رات کے گزرنے نے۔اگر اس شعر کا قائل اس کے ظاہر کا اعتقاد نہیں رکھتا تو یہ مجاز عقلی ہے، اور اگر وہ اس کے ظاہر کا اعتقاد رکھتا ہے تو حقیقت عقلیہ ہے۔

سوال: (9)۔مَيَّزَ عَنْهُ قُنْزُعًا عَنْ قُنْزُعٍ: جَذْبُ اللَّيَالِي اَبْطِئِيْ اَوْ اَسْرِعِيْ اس شعر کی مکمل وضاحت کریں؟

جواب: ترجمہ: جدا کر دیا اس کے بالوں کے مجموعہ سے بالوں کے مجموعہ کو رات کے آنے جانے نے اے رات تو دیر سے گزر یا جلدی گزر۔یہ ابو النجم کا شعر ہے اور یہاں مجاز عقلی مراد ہے اس پر قرینہ بعد والا شعر ہے جس میں ہے اَفْنَاهُ قِيْلُ اللّٰهِ

لِلشَّمْسِ اُطْلُعِیْ(ابوالنجم کے سر کے بالوں کو مٹادیا اللہ کے سورج کو یہ فرمانے نے کہ 'تو طلوع ہوجا)۔

سوال : (10)۔ طرفین کے اعتبار سے مجاز عقلی کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں مثال کے ساتھ بیان کریں؟

جواب : طرفین (مسند 'مسند الیہ) کے اعتبار سے مجاز عقلی کی چار قسمیں ہیں۔

(1) دونوں حقیقت ہوں (دونوں میں سے ہر ایک اپنے حقیقی معنی میں استعمال ہو گا) جیسے اَنْبَتَ الرَّبِیعُ الْبَقلَ (بہار نے سبزہ اگایا) اس میں انبت کی اسناد ربیع کی طرف مجازی ہے لیکن انبت اپنے حقیقی معنی (اگایا) اور ربیع بھی اپنے حقیقی معنی (بہار) میں استعمال ہوا ہے۔

(2) دونوں مجاز ہوں۔ جیسے اَحْیَا الاَرْضَ شَبَابُ الزَّمَانِ (زمین کو زندہ کیا زمانے کی جوانی نے) یہاں احیا اور شباب دونوں مجازی معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔

(3) مسند حقیقت اور مسند الیہ مجاز ہو۔ اَنْبَتَ البَقلَ شَبَابُ الزَّمَانِ (زمانے کی جوانی نے سبزہ اگایا) اس میں انبت البقل حقیقت اور شباب الزمان مجاز ہے۔

(4) مسند مجاز اور مسند الہ حقیقت ہو۔ جیسے اَحْیَ الْاَرْضَ الرَّبِیْعُ (بہار نے زمین کو زندہ کیا) اس میں احی الارض مجاز اور الربیع حقیقت ہے۔

سوال : (11)۔کتاب میں موجود قرآن پاک کی آیات میں مجاز عقلی کی وضاحت کریں؟

جواب : قرآن پاک میں مجاز عقلی کثرت سے استعمال ہوا ہے۔

وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا (اور جب ان پر قرآن کی آیات تلاوت کی جائیں تو وہ ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں) حقیقت میں ایمان کو بڑھانے والا اللہ تعالیٰ ہے جبکہ یہاں مجازا اس کی نسبت آیات کی طرف کی گئی ہے۔

يُذَبِّحُ اَبْنَاءَهُمْ (فرعون بنی اسرائیل کے لڑکوں کو ذبح کرتا تھا) اس میں ذبح کرنے والے اصل میں فرعون کے سپاہی تھے 'لیکن ذبح کی نسبت فرعون کی طرف کی مجازا کہ وہ اس کا سبب تھا

يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا (شیطان آدم و حوّا سے ان کپڑے اتارتا ہے) یہاں پر اصل میں کپڑے اتارنے والا اللہ تعالیٰ ہے 'لیکن مجازا اس کی نسبت شیطان کی طرف کر دی کیونکہ وہ اس کا سبب بنا۔

يَوْمَ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا (وہ دن جو بچوں کو بوڑھا بنا دیگا) اس آیت میں بوڑھا بنانے کی نسبت مجازا دن کی طرف کی ہے 'ورنہ حقیقت میں بوڑھا بنانے ولا اللہ تعالیٰ ہے۔

Munawarsaeed

اَخۡرَجَتِ الاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا (زمین اپنے خزانوں یا مردوں کو نکال دے گی) یہاں نکالنے کی نسبت زمین کی طرف مجازاہے ،حقیقت میں نکالنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

مذکورہ تمام آیات مجاز عقلی کی مثالیں ہیں۔

سوال: (12)۔کیا مجاز عقلی صرف جملہ خبریہ کے ساتھ خاص ہے یا جملہ انشائیہ میں بھی ہوتا ہے؟

جواب: مجاز عقلی صرف جملہ خبریہ کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ یہ جملہ انشائیہ میں بھی جاری ہوتا ہے۔جیسے فرعون نے اپنے وزیر ہامان سے کہایَاهَامَانُ ابۡنِ لِیۡ صَرۡحًا (اے ہامان میرے لیے ایک قلعہ یعنی بلند عمارت بناؤ) عمارت بنانا حقیقت میں معماروں کا کام ہے اس کی نسبت مجازاہامان کی طرف کی ہے۔ہامان فرعون کا وزیر تھا۔

سوال: (13)۔کیا مجاز عقلی کے لیے قرینہ ضروری ہے،قرینہ کتنی طرح کا ہوتا ہے مثال کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: جی ہاں مجاز عقلی کے لیے قرینہ کا ہونا ضروری ہے،قرینہ دوطرح کا ہوتا ہے

(1) قرینہ لفظیہ اس کی مثال ابونجم کا شعر ہے۔

مَيَّزَعَنۡهُ قُنۡزُعًا عَنۡ قُنۡزُعٍ: جَذۡبُ اللَّيَالِيۡ اَبۡطِئِيۡ اَوۡ اَسۡرِعِيۡ

ترجمہ: جداکردیااس کے بالوں کے مجموعہ سے بالوں کے مجموعہ کورات کے آنے جانے نے اے رات تو دیر سے گزر یا جلدی گزر۔ یہ ابوالنجم کا شعر ہے اور یہاں مجاز عقلی مراد ہے اس پر قرینہ بعد والا شعر ہے جس میں ہے اَفۡنَاہُ قِیۡلُ اللّٰہِ لِلشَّمۡسِ اُطۡلُعِیۡ (ابوالنجم کے سر کے بالوں کو مٹادیا اللہ کے سورج کو یہ فرمانے نے کہ 'تو طلوع ہو جا)۔

(2) قرینہ معنویہ: جیسے مسند (یعنی فعل یا معنی فعل) کا قیام مسند الیہ مذکور کے ساتھ عقلا محال ہو۔اس کی مثال مَحَبَّتُکَ جَآئَتۡ بِیۡ اِلَیۡکَ (تیری محبت مجھے تیرے پاس لے آئی) اس میں آنے (جو پاؤں کے ساتھ چل کر ہوتا ہے) کی نسبت محبت کی طرف کی ہے جبکہ آنے کا قیام محبت کے ساتھ عقلا محال ہے کیونکہ بندہ پاؤں سے چل کر آتا ہے اور محبت اس کا سبب ہوتی ہے۔

یا عادتا محال ہو۔ جیسے ھَزَمَ الاَمِیۡرُ الجُنۡدَ (امیر نے لشکر کو شکست دی) اکیلا امیر یا سپہ سالار اپنی فوج کے بغیر پورے لشکر کو شکست دے دے یہ عادتا محال ہے۔

سوال: (14)۔ مجاز عقلی کی معرفت کا طریقہ کیا ہے مع مثال بیان کریں؟

جواب: مجاز عقلی کی حقیقت کو پہچاننا یا تو ظاہر ہو گا کہ غور و فکر کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَمَا رَبِحَتۡ تِجَارَتُھُمۡ (ان کی تجارت نے نفع نہ

Munawarsaeed

اٹھایا) نفع کی نسبت حقیقت میں تو اہل تجارت کی طرف کی جاتی ہے لیکن یہاں نفع کی نسبت مجازاتجارت کی طرف کی کیونکہ تجارت نفع کا سبب ہے۔

یا مجاز عقلی کی حقیقت کی پہچان پوشیدہ ہو گی اسے پہچاننے کے لیے غور و فکر کی ضرورت پڑے گی۔ جیسے تیرا قول سَرَّتْنِي رُؤْيَتُکَ (مجھے تیرے دیدار نے خوش کر دیا) حقیقت میں خوش کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے جبکہ یہاں خوش کرنے کی نسبت مجازادیدار کی طرف کر دی کیونکہ وہ اس کا سبب ہے۔

سوال : (15)۔استعارہ مکنیہ اور استعارہ تخییلیہ کی تعریف مع مثال بیان کریں؟

جواب : استعارہ مکنیہ کی تعریف : ارکان تشبیہ (مشبہ' مشبہ بہ' حرف تشبیہ' وجہ شبہ) میں سے صرف مشبہ کو ذکر کیا جائے اور مراد مشبہ بہ لیا جائے۔

استعارہ تخییلیہ کی تعریف : مشبہ بہ کے لوازم میں سے کسی لازم کو مشبہ کے لیے ثابت کیا جائے۔

مثال اور تفصیل :

فاعل مجازی کو فاعل حقیقی کے ساتھ اس طرح تشبیہ دی جائے کہ فعل کا تعلق دونوں سے ہو ایک سے بطور ایجاد اور دوسرے سے بطور سبب ہو۔ جبکہ لفظوں میں صرف فاعل مجازی کا ذکر ہو اور مراد اس سے فاعل حقیقی ہو اور فاعل حقیقی کے لوازم میں سے

Munawarsaeed

کسی لازم کو فاعل مجازی کی طرف منسوب کر دیا جائے جو اس بات پر قرینہ ہو کہ یہاں فاعل حقیقی مراد ہے۔ جیسے شَفَی الطَّبِیْبُ المَرِیْضَ (طبیب نے مریض کو شفاء دی) یہاں پر فاعل مجازی طبیب کو ذکر کیا اور مراد فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور فاعل حقیقی کے لازم شفا کی نسبت فاعل مجازی طبیب کی طرف کر دی۔ جو اس بات پر قرینہ ہے کہ یہاں فاعل حقیقی مراد ہے۔

سوال: (16)۔علامہ سکاکی علیہ الرحمہ کا مجاز عقلی کے بارے میں کیا قول ہے پوری بحث کتاب کی روشنی میں سپرد قلم کریں؟

جواب: علامہ سکاکی علیہ الرحمہ نے مجاز عقلی کا انکار کیا ہے۔اور مجاز عقلی کی تمام مثالوں کے بارے میں کہا ہے کہ یہاں پر مجاز عقلی نہیں بلکہ استعارہ بالکنایہ ہے۔علامہ سکاکی فرماتے ہیں کہ اَنْبَتَ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ میں الربیع کو گویا اللہ تعالیٰ سے تشبیہ دی ہے' اس طرح یہاں ربیع سے اللہ تعالیٰ مراد ہے' اور انبات جو اللہ تعالیٰ کے لوازم میں سے ہے اس کو ربیع کے لیے ثابت کیا ہے' علامہ سکاکی کے نزدیک یہاں ربیع کو اللہ تعالیٰ سے تشبیہ دینا اور مراد اللہ تعالیٰ لینا استعارہ بالکنایہ ہے اور انبات کو ربیع کے لیے ثابت کرنا استعارہ تخییلیہ ہے۔ مجاز عقلی کی تمام مثالوں میں علامہ سکاکی اسی طرح تاویل کرتے ہیں۔جو کہ درست نہیں ہے۔

صاحب تلخیص نے وَفِيهِ نَظَرٌ کے ذریعے علامہ سکاکی کا رد کیا ہے۔اس یہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عِيْشَةٌ رَاضِيَةٌ میں عیشہ سے مراد صاحب عیشہ ہو۔اسی طرح نَهَارُهٗ صَائِمٌ جیسی مثالوں میں اضافت درست نہ ہو کیونکہ اس سے اِضَافَةُ الشَّيْءِ اِلىٰ نَفْسِه لازم آتا ہے۔جوکہ باطل ہے'اسی طرح یہ لازم آتا ہے کہ تعمیر کا حکم ہامان کو نہ ہوا ہو'اور اَنْبَتَ الرَّبِيْعُ الْبَقْلَ وغیرہ کا بولنا قرآن و حدیث یعنی شارع سے سننے پر موقوف ہو۔اور یہ تمام لوازم جو علامہ سکاکی کے قول کی وجہ سے لازم آتے ہیں باطل ہیں تو علامہ سکاکی کا قول بھی باطل ہے۔

احوال المسند الیہ

سوال : (1)۔مسند الیہ کے ذکر کے دواعی مثالوں کے ساتھ بیان کریں؟

جواب : مسند الیہ کے ذکر کے دواعی درج ذیل ہیں۔

(1) مسند الیہ کا ذکر کرنا ہی اصل ہو اور حذف کا کوئی قرینہ بھی نہ پایا جائے۔جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

(2) مسند الیہ کو ذکر کیا جاتا ہے قرینہ پر اعتماد کے کمزور ہونے کی وجہ سے۔(سامع کے لیے مسند الیہ کو قرینہ سے سمجھنے کی بنسبت لفظ سے سمجھنا زیادہ آسان ہو)۔

(3) سامع کی غباوۃ (کند ذہن ہونا) پر تنبیہ کرنے کے لیے مسند الیہ کو ذکر کرتے ہیں۔ جیسے کوئی کہے مَاذَاقَالَ عَمْرٌو اس کے جواب میں کہا جائے عَمْرٌو قَالَ کَذَا

(4) وضاحت کو زیادہ کرنے کے لیے مسند الیہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اُولٰئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(5) مسند الیہ کی تعظیم کو ظاہر کرنے کے لیے ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے کوئی کہے هَلْ حَضَرَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اس کے جواب میں کہا جائے اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حَاضِرٌ

(6) مسند الیہ کی اہانت کے لیے اس کو ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے هَلْ حَضَرَ زَیْدٌ کے جواب میں کہا جائے اَلسَّارِقُ حَاضِرٌ

(7) مسند الیہ کے نام سے برکت حاصل کرنے کے لیے اس کو ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے اَللّٰہُ اَکْبَرُ

(8) لذت حاصل کرنے کے لیے مسند الیہ کو ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے حَضَرَ حَبِیْبِیْ

(9) کلام کو طویل کرنے کے لیے، جہاں سامع کو اپنی طرف مائل کرنا مطلوب ہو تاکہ وہ غور سے سنے مسند الیہ کو ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسی علیہ السلام

سے فرمایا وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یَا مُوْسٰی تو جواب میں صرف عصا کہہ دینا کافی تھا لیکن آپ نے کلام کو طویل کیا اور کہا هِیَ عَصَایَ اَتَوَکَّأُ عَلَیْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیْ۔

سوال : (2)۔ مسند الیہ کو حذف کرنے دواعی مثالوں کے ساتھ بیان کریں؟

جواب : مسند الیہ کے حذف کے دواعی درج ذیل ہیں۔

(1) ظاہر پر بنا کرتے ہوئے عبث (فضول) سے بچنے کے لیے مسند الیہ کو حذف کیا جاتا ہے۔

(2) عقل اور لفظ کی دو دلیلوں میں سے اقوی کی طرف پھیرنے کے خیال سے مسند الیہ کو حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے کوئی کہے کَیْفَ اَنْتَ تو جواب میں صرف عَلِیْلٌ کہہ دینا اور اَنَا مسند الیہ کو حذف کر دینا۔

(3) قرینہ کے وقت سامع کی بیدار مغزی کا امتحان لینے کے لیے مسند الیہ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے مُسْتَفَادٌ مِنْ نُوْرِ الشَّمْسِ (سورج کی روشنی سے مستفاد ہے) یہاں نُوْرُ الْقَمَرِ (چاند کی روشنی) مسند الیہ کو حذف کیا گیا ہے۔

(4) سامع کی بیدار مغزی کی مقدار کا امتحان لینے کے لیے مسند الیہ کو حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے اگر آپ کے پاس دو شخص ہوں ان میں سے ایک آپ کا پرانا دوست ہو تو آپ تیسرے آدمی سے کہیں وَاللّٰهِ حَقِیْقٌ بِالْاِحْسَانِ آپ کی مراد پرانا دوست

Munawarsaeed

ہو جس کا نام مثلاً زید ہو آپ زید جو مسند الیہ ہے اس کو حذف کر دیں یہ آزمانے کے لیے کہ سامع اس زید تک پہنچتا ہے یا نہیں۔

(5) مسند الیہ قابل عظمت ہو اور متکلم اپنے آپ کو حقیر خیال کر کے اس کا نام اپنی زبان پر لانا نامناسب خیال کرے اور مسند الیہ کو حذف کر دے۔ جیسے مُقَرِّرٌ لِلشَّرَائِعِ وَمُوْضِحٌ لِلدَّلَائِلِ فَیَجِبُ اِتِّبَاعُهٗ یہاں رسول اللہ ﷺ جو مسند الیہ ہیں ان کو حذف کر دیا۔

(6) مسند الیہ کو اس لیے حذف کیا جاتا ہے تاکہ ضرورت کے وقت انکار کرنا آسان ہو۔ جیسے زید آپ کا دشمن ہو اور آپ اس کا نام لیے بغیر کہیں فَاسِقٌ فَاجِرٌ مراد اس سے زید ہو یہاں زید جو مسند الیہ ہے اس کو حذف کر دیا تاکہ زید کو برا بھلا کہنے کی وجہ سے اگر آپ کی ملامت کی جائے تو آپ کہہ سکیں کہ میری مراد اس سے کوئی اور شخص ہے۔

(7) مسند الیہ کے متعین ہونے کی وجہ اس کو حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ یہاں مسند الیہ اللہ تعالیٰ متعین ہے جو ہر چیز کا خالق ہے۔

(8) مسند الیہ اس لیے حذف کیا جاتا ہے کہ متکلم نے اس کے متعین ہونے کا دعوی کر لیا ہے۔ جیسے عَلَّامَةٌ یہاں زید مسند الیہ کو حذف کر دیا۔

Munawarsaeed

(9) مقام کی تنگی کی وجہ سے مسند الیہ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے کوئی شکاری ہرن دیکھ کر کہے غَزَالٌ یہاں ھٰذَا مسند الیہ کو حذف کر دیا۔

(10) غیر مخاطب سامعین سے چھپانے کے لیے مسند الیہ کو حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے بَلَغَ یہاں مسند الیہ زید کو حذف کر دیا سامعین سے چھپانے کے لیے۔

سوال: (3)۔ مسند الیہ کو ضمیر کی صورت میں معرفہ لانے کے فوائد بیان کریں؟

جواب: مسند الیہ کو ضمیر کے ذریعے معرفہ لاتے ہیں جب موقع تکلم، خطاب یا غیبت کا ہو۔ جیسے اَنَا عَرِفْتُ، اَنْتَ عَرِفْتَ، زَیْدٌ ھُوَ عَرِفَ۔

سوال: (4)۔ کیا خطاب کو کبھی عام بھی کر دیا جاتا ہے اگر ایسا ہے تو کیوں مثال کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: جی ہاں کبھی خطاب معین کو نہیں ہوتا بلکہ اسے عام کر دیا جاتا ہے تاکہ ہر مخاطب کو شامل ہو جائے۔ جیسے وَلَوْ تَرٰی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاکِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ (اور کہیں تم دیکھو جب مجرم اپنے رب کے پاس سر نیچے ڈالے ہوں گے) یہاں پر مخاطب معین نہیں بلکہ عام ہے۔

سوال: (5)۔ مسند الیہ کو علم کی صورت میں معرفہ لانے کے فوائد بیان کریں؟

Munawar Saeed

جواب: (1) مسند الیہ کو علم کے ساتھ معرفہ لاتے ہیں تاکہ ابتداء ہی سامع کے ذہن میں مسند الیہ کو ایسے نام کے ساتھ حاضر کر دیں جو اس کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔

(2) تعظیم کے لیے علم کے ساتھ معرفہ لاتے ہیں۔ جیسے اَلصِّدِّیْقُ جَاءَ

(3) ذلیل کرنے کے لیے علم کے ساتھ معرفہ لاتے ہیں۔ جیسے اَبُوْالْجَهْلِ قَامَ

(4) مسند الیہ کو علم کے ساتھ معرفہ لاتے ہیں ایسے معنیٰ سے کنایہ کرنے کے لیے جو اصل وضع کے اعتبار سے اس سے نکلتے ہیں۔ جیسے اَبُوْلَهَبٍ فَعَلَ كَذَا۔ لَهَبٌ شعلہ کو کہتے ہیں اور اس کا لازم ہے جہنم کیونکہ لھبِ حقیقی لھبِ جہنم ہے۔ ابو لھب بول کر اس کے لازم یعنی جہنمی ہونے سے کنایہ کیا ہے۔

(5) لذت حاصل کرنے کے لیے۔

(6) برکت حاصل کرنے کے لیے۔ جیسے اَللّٰهُ الْهَادِیْ

(7) اچھی فال لینے کے لیے۔ جیسے سَعْدٌ فِیْ دَارِکَ

(8) بری فال لینے کے لیے۔ جیسے اَلسَّفَّاحُ فِیْ دَارِ صَدِیْقِکَ

سوال: (6)۔ مسند الیہ کو بصورت اسم موصول معرفہ لانے کے فوائد بیان کریں؟

جواب: (1) مسند الیہ کواسم موصول کے ذریعے معرفہ لاتے ہیں اس لیے کہ مخاطب ان احوال اور اوصاف جو مسند الیہ کے ساتھ خاص ہیں صلہ کے علاوہ نہیں جانتا۔ جیسے اَلَّذِیْ کَانَ مَعَنَا اَمْسِ رَجُلٌ عَالِمٌ (جو شخص کل ہمارے ساتھ تھا وہ ایک عالم مرد ہے)

(2) صراحت کے ساتھ مسند الیہ کا نام لینا برا سمجھنے کی وجہ سے اسم موصول کے ذریعے اس کو معرفہ ذکر کیا جاتا ہے۔

(3) تقریر کی زیادتی کی وجہ سے۔ جیسے وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ (اور وہ جس عورت کے گھر میں تھا اس نے اسے لبھایا کہ اپنا آپا نہ روکے) یہاں کلام سے مقصود حضرت یوسف علیہ السلام کی انتہائی پاکدامنی کو بیان کرنا ہے۔

(4) مسند الیہ کی بڑائی اور عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے اسم موصول کے ذریعے اس کو معرفہ ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ (ڈھک لیا فرعون اور اس کے لشکر کو سمندر کی اس چیز نے جس نے ڈھک لیا) یہاں مَا غَشِيَهُمْ کے ابہام میں بڑائی ہے کہ جس پانی نے اس کو غرق کیا اس کی مقدار بہت بڑی ہے۔

(5) مخاطب کو غلطی پر تنبیہ کرنے کے لیے اسم موصول کے ذریعے اس کو معرفہ ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے

Munawarsaeed

اِنَّ الَّذِیْنَ تَرَوْنَھُمْ اِخْوَانَکُمْ ٭ یَشْفِیْ غَلِیْلَ صُدُوْرِھِمْ اَنْ تُصْرَعُوْا (جن لوگوں کو تم اپنا بھائی گمان کرتے ہو ان کے سینوں کی پیاس کو بجھاتا ہے تمہارا ہلاک کیا جانا) یہاں مخاطب کو اسم موصول کے ذریعے غلطی پر تنبیہ کی گئی کہ جن کو تم اپنا بھائی سمجھتے ہو اصل میں وہ تمہارے دشمن ہیں۔

(6) کسی خاص چیز کے سبب کی طرف اشارہ کرنے کے لیے اسم موصول کے ذریعے اس کو معرفہ ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دٰخِرِیْنَ (بے شک وہ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر) یہاں بتادیا گیا کہ تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے انکار کرنا جہنم میں داخل ہونے کا سبب ہے۔

سوال: (7)۔ مسند الیہ کو اسم اشارہ کی صورت میں لانے کے فوائد مثالوں کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: (1) مسند الیہ کو اسم اشارہ کی صورت میں معرفہ لاتے ہیں تاکہ وہ مکمل طور پر ممتاز ہو جائے۔ جیسے ھٰذَا اَبُوالصَّقْرِ فَرْدًا فِیْ مَحَاسِنِہٖ (یہ ابوصقر ہے اپنی خوبیوں میں اکیلا ہے)

(2) سامع کی کند ذھنی کو ظاہر کرنے کے لیے مسند الیہ کو اسم اشارہ کی صورت میں لایا جاتا ہے۔ جیسے فرزدق شاعر کا شعر ہے'

اُولٰئِکَ آبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِھِمْ ٭ اِذَا جَمَعَتْنَا یَا جَرِیْرُ الْمَجَامِعُ

(یہ میرے باپ دادا ہیں تم ان کی مثل باپ دادا میرے پاس لاؤ اے جریر جب مجلسیں ہمیں جمع کریں)

(3) یہ بیان کرنے کے لیے کہ مسند الیہ قریب ہے یا بعید یا درمیان میں ہے اسم اشارہ کے ذریعے معرفہ لاتے ہیں۔ جیسے ھٰذَا، ذَالِکَ، ذَاکَ زَیْدٌ

(4) قریب کے صیغہ سے مسند الیہ کی تحقیر کے لیے اسم اشارہ کی صورت میں معرفہ ذکر کیا جاتا ہے۔ اَھٰذَا الَّذِیْ یَذْکُرُ اٰلِھَتَکُمْ (کیا یہ ہے وہ جو تمہارے خداؤں کا ذکر کرتا ہے)

(5) بعید کے صیغہ سے مسند الیہ کی تعظیم کو ظاہر کرنے کے لیے اسم اشارہ کے ذریعے معرفہ لایا جاتا ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ (وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں)

(6) بعید کے صیغہ سے مسند الیہ کی تحقیر کو ظاہر کرنے کے لیے اسم اشارہ کے ذریعے معرفہ لایا جاتا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے 'ذٰلِکَ اللَّعِیْنُ فَعَلَ کَذَا (اس لعین نے ایسا کیا ہے)

(7) مسند الیہ کو اسم اشارہ کے ذریعے معرفہ لایا جاتا ہے اس بات پر تنبیہ کرنے کے لیے کہ اسم اشارہ کے بعد جو بھی حکم آئے گا مشار الیہ اپنے اوصاف کی وجہ سے اس کا مستحق ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے' اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے) یہاں اولئک اسم اشارہ اس بات پر تنبیہ کرنے کے لیے ہے کہ یہ لوگ ایمان بالغیب اور دیگر اوصاف جن کا ذکر اس سے پہلی آیت میں ہے کی وجہ سے ہدایت اور کامیابی کے مستحق ہوئے ہیں۔

سوال : (8)۔الف لام عہد خارجی ،عہد ذھنی ، جنسی ،استغراقی حقیقی ،استغراقی عرفی کی تعریف مع مثال بیان کریں؟

جواب : **الف لام عہد خارجی کی تعریف :** جس الف لام سے اِشارہ فردِ معلوم معین کی طرف ہو اُسے الف لام عہد خارجی کہتے ہیں۔ جیسے وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰىۚ (وہ لڑکا جو اس نے مانگا اس لڑکی جیسا نہیں)

الف لام عہد ذھنی کی تعریف : جس الف لام سے اشارہ غیر معین فرد کی طرف ہو اُسے الف لام عہد ذہنی کہتے ہیں: أَخَافُ أَنۡ يَّأۡكُلَهُ الذِّئۡبُ (میں ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھالے گا)

الف لام جنسی کی تعریف : جس الف لام سے اشارہ جنس کی طرف ہو اُسے الف لام جنسی کہتے ہیں: اَلرَّجُلُ خَيۡرٌ مِنَ الۡمَرۡأَةِ (جنس مرد جنس عورت سے بہتر ہے)

الف لام استغراقی حقیقی کی تعریف : جس الف لام سے اشارہ جنس کے تمام اَفراد کی طرف ہو اور لفظ اسے لغت کے اعتبار سے شامل ہو اُسے الف لام استغراقی حقیقی کہتے ہیں۔ جیسے اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِيۡ خُسۡرٍ (بے شک تمام انسان خسارے میں ہیں)

الف لام استغراقی عُرفی کی تعریف : جس الف لام سے اشارہ جنس کے تمام اَفراد کی طرف ہو اور لفظ اسے عُرف کے اعتبار سے شامل ہو اُسے الف لام استغراقی عُرفی کہتے ہیں۔ جیسے جَمَعَ الۡاَمِيۡرُ الصَّاغَةَ (امیر نے تمام سناروں کو جمع

کیا) یہاں تمام سناروں سے مراد اس کی مملکت کے تمام سنار ہیں عرف کی وجہ سے۔

سوال : (9)۔کیا الف لام داخل ہونے کے بعد کوئی کلمہ نکرہ کے حکم رہتا ہے وضاحت کریں؟

جواب : جب قرینہ کا اعتبار کر لیا جائے تو الف لام عہد ذھنی کا معنیً نکرہ کی طرح ہے۔ جیسے اَكَلَهُ الذِّئْبُ (اسے بھیڑیے نے کھالیا)

سوال : (10)۔مفرد کا استغراق زیادہ ہوتا ہے یا تثنیہ اور جمع کا مثالوں سے وضاحت کریں؟

جواب : مفرد کا استغراق زیادہ ہوتا ہے تثنیہ اور جمع کے استغراق سے جیسے اگر کوئی کہے لَارَجُلَ فِي الدَّارِ (گھر میں کوئی مرد نہیں)اس میں تمام کی نفی ہو گئی جبکہ اگر لَارَجُلَانِ فِي الدَّارِ یا لَا رِجَالٌ فِي الدَّارِ کہنے سے ایک کی نفی نہیں ہو گی۔

سوال : (11)۔مفرد وحدت پر دلالت کرتا ہے اور الف لام استغراقی تعدد پر دلالت کرتا ہے جب مفرد پر الف لام داخل کیا جائے تو مفرد کا واحد اور متعدد ہونا لازم آتا ہے کتاب کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب : مفرد میں اگرچہ وحدت پائی جاتی ہے یعنی اس کے افراد نہیں ہوتے اکیلا ہوتا

Munawarsaeed

ہے لیکن جب اس پر الف لام استغراق کا داخل کرتے ہیں تو اس وقت مفرد کو وحدت کے معنی سے خالی کر لیتے ہیں، اور اس سے مراد کل افراد ہوتے ہیں، افراد کا مجموعہ مراد نہیں ہوتا۔ لہٰذا مفرد کے واحد اور متعدد ہونے میں کوئی منافات نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اس کی صفت بھی مفرد لاتے ہیں جمع نہیں لاتے۔ جیسے اَلرَّجُلُ الْعَاقِلُوْن کہنا درست نہیں ہے۔

سوال: (12)۔ مسند الیہ کو بصورت اضافت معرفہ کن کن فائدوں کے لیے لایا جاتا ہے مثالوں کے ساتھ بیان کریں؟

جواب:

(1) مسند الیہ کو اضافت کے ذریعے معرفہ لاتے ہیں کیونکہ یہ زیادہ مختصر طریقہ ہے۔ جیسے هَوَایَ مَعَ الرَّكْبِ الْيَمَانِيْنَ مُصْعِدُ

وہ (میرا محبوب) یمنی سواروں کے ساتھ جانے والا ہے۔ یہاں هَوَایَ اصل میں هُوَالَّذِیْ اَهْوَاهُ کا مختصر ہے۔ اگر اس پورے جملے کو ذکر کرتے تو اختصار نہ ہوتا۔

(2) اضافت کی وجہ سے مضاف یا مضاف الیہ یا ان دونوں کے علاوہ کسی اور کی شان و شوکت ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے عَبْدُ الْخَلِيْفَةِ رَكِبَ (خلیفہ کا غلام سوار ہوا) اس میں مضاف یعنی غلام کی شان ظاہر ہوئی کہ یہ کوئی عام غلام نہیں ہے بلکہ خلیفہ کا غلام ہے۔

Munawarsaeed

عَبْدِیْ حَضَرَ (میرا غلام حاضر ہوا) اس میں مضاف الیہ یعنی متکلم کی شان ظاہر ہوئی کہ وہ کوئی عام آدمی نہیں بلکہ نوکر چاکر اور غلام رکھنے والا آدمی ہے۔

عَبْدُ السُّلْطَانِ عِنْدِیْ (بادشاہ کا غلام میرے پاس ہے) اس میں مضاف اور مضاف الیہ کے علاوہ کی یعنی متکلم کی شان ظاہر ہوئی۔

(3) اضافت کی وجہ سے مضاف یا مضاف الیہ یا ان دونوں کے علاوہ کسی اور کی تحقیر ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے وَلَدُ الْحَجَّامِ حَاضِرٌ (حجام کا بیٹا حاضر ہے) اس میں مضاف کی تحقیر ہے۔ مُهِیْنُ زَیْدٍ حَاضِرٌ (زید کی توہین کرنے والا حاضر ہے) اس میں مضاف الیہ یعنی زید کی تحقیر ہے۔ وَلَدُ الْحَجَّامِ جَلِیْسُ زَیْدٍ (حجام کا بیٹا زید کا ہم نشین ہے) اس میں مضاف اور مضاف الیہ کے علاوہ کی یعنی زید کی تحقیر ہے۔ کہ اس کا ہم نشین حجام کا بیٹا ہے۔

سوال: (13)۔ مسند الیہ کو نکرہ کی صورت میں لانے کے فوائد مثالوں کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: (1) مسند الیہ کو نکرہ لاتے ہیں یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ مسند الیہ مفرد واحد ہے۔ جیسے وَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰی (اور شہر کے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا)

Munawarsaeed

(2) مسند الیہ کی قِسم کو بیان کرنے کے لیے نکرہ لاتے ہیں۔ جیسے وَ عَلٰٓی اَبۡصَارِهِمۡ غِشَاوَةٌ (اور ان کی آنکھوں پر ایک قِسم کا پردہ ہے)

(3) مسند الیہ کی تعظیم کے لیے اس کو نکرہ لاتے ہیں۔

(4) مسند الیہ کی تحقیر کے لیے اس کو نکرہ لاتے ہیں۔ جیسے شاعر کا شعر ہے

لَهٗ حَاجِبٌ عَنۡ كُلِّ اَمۡرٍ يَشِيۡنُهٗ * وَلَيۡسَ لَهٗ عَنۡ طَالِبِ الۡعُرۡفِ حَاجِبٌ

(اس ممدوح کے لیے ہر عیب لگانے والے سے ایک مانع (روکنے والا) عظیم ہے، اور اس سے احسان طلب کرنے والے کے لیے کوئی حقیر سا مانع بھی موجود نہیں ہے)

(5) مسند الیہ کو کثرت کو بیان کرنے کے لیے اسے نکرہ لاتے ہیں۔ جیسے اِنَّ لَهٗ لَاِبِلًا وَاِنَّ لَهٗ لَغَنَمًا (بے شک اس کے لیے بہت سارے اونٹ اور بہت سی بکریاں ہیں)

(6) مسند الیہ کی قلّت (کمی) کو بیان کرنے کے لیے نکرہ لاتے ہیں۔ جیسے وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكۡبَرُ (اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی رضا اور خوشنودی بہت بڑی چیز ہے)

سوال: (14)۔ مسند الیہ کی صفت کن کن فائدوں کے لیے لاتے ہیں؟

جواب: (1) صفت مسند الیہ کے معنی کو بیان کرتی ہے اور واضح کرتی ہے اس لیے مسند الیہ کی صفت کو ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے اَلۡجِسۡمُ الطَّوِيۡلُ الۡعَرِيۡضُ الۡعَمِيۡقُ

یَحْتَاجُ اِلیٰ فَرَاغٍ یَشْغَلُہٗ (جو جسم لمبا' چوڑا 'گہرا ہو وہ ایک جگہ کا محتاج ہوتا ہے جسے وہ بھر دے)

(2) صفت مسند الیہ میں تخصیص کرتی ہے۔ جیسے زَیْدٌ التَّاجِرُ عِنْدَنَا (زید جو تاجر ہے' ہمارے پاس ہے)

(3) صفت مسند الیہ کی تعریف بیان کرتی ہے۔ جیسے جَآئَنِیْ زَیْدٌ اَلْعَالِمُ (میرے پاس زید آیا جو عالم ہے)

(4) صفت مسند الیہ کی مزمت بیان کرتی ہے۔ جیسے جَآئَنِیْ زَیْدٌ الْجَاهِلُ (میرے پاس زید آیا جو جاہل ہے)

صفت سے تعریف یا مزمت اس وقت مراد لے سکتے ہیں جب موصوف (مسند الیہ) صفت سے پہلے متعین ہو۔

(5) صفت مسند الیہ میں تاکید پیدا کرتی ہے۔ جیسے اَمْسِ الدَّابِرُ کَانَ یَوْمًا عَظِیْمًا (گزشتہ کل بڑا دن تھا) اس میں الدَّابِرُ تاکید ہے اَمْسِ کی۔

سوال: (15)۔ مسند الیہ کی تاکید لانے کے فوائد مثالوں کے ساتھ بیان کریں؟

جواب (1) مسند الیہ کی تاکید اس لیے لاتے ہیں تاکہ وہ سامع کے ذہن میں ثابت و پختہ ہو جائے۔ جیسے جَآءَ زَیْدٌ زَیْدٌ

(2) سامع کے ذہن سے مجاز ہونے کا خیال دور ہو جائے اس لیے مسند الیہ کی تاکید لاتے ہیں۔ جیسے قَطَعَ اللِّصَّ الاَمِیْرُ الاَمِیْرُ

یہاں ہاتھ کاٹنے کی نسبت جو امیر کی طرف ہے وہ حقیقی ہے مجازی نہیں ہے۔

(3) سامع متکلم کے کلام کو سہو یا نسیان نہ سمجھے اس لیے تاکید لاتے ہیں۔ جیسے جَآءَ زَیْدٌ زَیْدٌ

(4) سامع کے ذہن سے عدم شمول کا خیال دور کرنے کے لیے تاکید لاتے ہیں۔ جَآءَنِیْ الْقَوْمُ کُلُّھُمْ

سوال: (16)۔ مسند الیہ کے لیے عطف بیان کو کیوں ذکر کیا جاتا ہے مثال کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: مسند الیہ کے لیے عطف بیان اس لیے لاتے ہیں تاکہ اس کو ایسے نام کے ساتھ واضح کر دیا جائے جو مسند الیہ کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے قَدِمَ صَدِیْقُکَ خَالِدٌ

سوال: (17)۔ مسند الیہ کے لیے بدل کیوں لاتے ہیں؟

جواب: تقریر (پختہ کرنا) کی زیادتی کے لیے مسند الیہ کے لیے بدل کو ذکر کیا جاتا ہے۔ جَآءَنِیْ اَخُوْکَ زَیْدٌ

Munawarsaeed

سوال:(18)۔مسند الیہ پر دوسرے اسم کے عطف کرنے کے فوائد بیان کریں؟

جواب:(1)اختصار کے ساتھ مسند الیہ کی تفصیل بیان کرنے کے لیے عطف کیا جاتا ہے۔جیسے جَآءَنِیْ زَیْدٌ وَعَمْرٌو

(2)سامع کو غلطی سے درستگی کی طرف لوٹانے کے لیے عطف کرتے ہیں۔

جیسے جَآءَنِیْ زَیْدٌ لَا عَمْرٌو

(3)حکم کو دوسرے کی طرف پھیرنے کے لیے عطف کرتے ہیں۔

جیسے جَآءَنِیْ زَیْدٌ بَلْ عَمْرٌو

(4)متکلم کو شک ہونے کی وجہ سے یا سامع کو شک میں ڈالنے کے لیے عطف کرتے ہیں۔جیسے جَآءَنِیْ زَیْدٌ اَوْ عَمْرٌو

سوال:(19)۔مسند الیہ کے بعد ضمیر فصل لانے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: تخصیص کے لیے مسند الیہ کے بعد ضمیر فصل کو لایا جاتا ہے۔

جیسے زَیْدٌ ھُوَالشُّجَاعُ

سوال:(20)۔مسند الیہ کو مسند پر مقدم کرنے کے فوائد مثالوں کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: (1)مسند الیہ کا ذکر اہم ہوتا ہے اس لیے اس کو مقدم کرتے ہیں۔

Munawarsaeed

(2) مسند الیہ کو مقدم کرنا اصل ہو اور اس سے عدول (منہ پھیرنا) کا کوئی قرینہ بھی نہ پایا جائے۔

(3) تاکہ خبر سامع کے ذہن میں پختہ ہو جائے کیونکہ مبتدا جو مسند الیہ ہے کو پہلے ذکر کرنے سے خبر کی طرف شوق اور رغبت بڑھ جاتی ہے' اور جو چیز شوق اور رغبت سے حاصل ہو وہ ذہن میں پختہ ہو جاتی ہے۔ جیسے

وَالَّذِیْ حَارَتِ الْبَرِیَّةُ فِیْہِ * حَیَوَانٌ مُسْتَحْدَثٌ مِنْ جَمَادِ

وہ جس میں لوگ حیران ہیں وہ جانور ہے جو مرنے کے بعد مٹی سے پیدا ہو گا۔

(4) نیک فالی کے لیے خوشی کو اور بد فالی کے لیے رنج کو جلدی پیش کیا جائے اس لیے مقدم کرتے ہیں۔ جیسے سَعْدٌ فِیْ دَارِکَ (سعد تیرے گھر میں ہے) سعد سے مراد خوش بختی' سعادت مندی ہے یہ خوشی کی طرف اشارہ اور اچھی فال ہے۔

اَلسَّفَّاحُ فِیْ دَارِ صَدِیْقِکَ (سفاح تیرے دوست کے گھر میں ہے) سفاح سے مراد خون بہانے والا ہے' یہ رنج و غم کی طرف اشارہ اور بد فالی ہے۔

(5) متکلم سامع کو یہ وہم دلانا چاہتا ہے کہ مسند الیہ متکلم کے دل سے نہیں نکلتا اس لیے اس کو مقدم کرتا ہے۔ جیسے اَلْحَبِیْبُ جَآءَ

(6) سامع کو یہ وہم دلانے کے لیے کہ متکلم مسند الیہ سے لذت حاصل کرتا ہے اس

Munawarsaeed

کو مقدم کرتے ہیں۔ جیسے لَیْلٰی اَلَذُّ مِنَ الْعَسْلِ (لیلیٰ شہد سے زیادہ لذیذ ہے)

(7) تعظیم ظاہر کرنے کے لیے مقدم کرتے ہیں۔ جیسے رَجُلٌ فَاضِلٌ عِنْدَیْ

(8) تحقیر ظاہر کرنے کے لیے مقدم کرتے ہیں۔ جیسے رَجُلٌ جَاھِلٌ عِنْدَکَ

سوال: (21)۔جب مسند الیہ حرف نفی کے بعد واقع ہو تو عبد القاہر کا کیا موقف ہے؟

جواب: جب مسند الیہ حرف نفی کے بعد واقع ہو تو وہ خبر فعلی کے ساتھ خاص ہو گا۔ جیسے مَا اَنَا قُلْتُ ھٰذَا (یہ بات میں نے نہیں کہی)

سوال: (22)۔جب مسند الیہ سے حرف نفی متصل نہ ہو تو عبد القاہر کا کیا موقف ہے مثال کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: اس صورت میں مسند الیہ کی تقدیم تخصیص کے لیے ہو گی' اس شخص کے رد میں جو یہ سمجھتا ہو کہ مسند الیہ کے علاوہ کوئی دوسرا اس کے ساتھ منفرد ہے' یا مسند الیہ کے علاوہ کوئی دوسرا بھی اس فعل میں شریک ہے۔ جیسے اَنَا سَعَیْتُ فِیْ حَاجَتِکَ (میں نے ہی کوشش کی تیری حاجت میں) یعنی میرے علاوہ کسی اور نے کوشش نہیں کی۔

سوال: (23)۔اسم نکرہ جب مسند الیہ ہو اور مقدم ہو تو اس کی تقدیم کے کیا فوائد ہیں؟

Munawarsaeed

جواب: (1) اس صورت میں مسند الیہ کی تقدیم جنس کی تخصیص کا فائدہ دے گی۔
جیسے رَجُلٌ جَآءَنِيْ (میرے پاس مرد آیا) یعنی عورت نہیں آئی۔
(2) وحدت کی تخصیص کا فائدہ دے گی۔
جیسے رَجُلٌ جَآءَنِيْ (میرے پاس ایک مرد آیا) یعنی دو مرد نہیں آئے۔

سوال: (24)۔ مسند الیہ کی تقدیم کے بارے میں علامہ سکاکی کا کیا مذہب ہے مثال کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: مسند الیہ کی تقدیم کے بارے میں عبد القاہر نے جو کچھ کہا علامہ سکاکی نے اس سے اتفاق کیا ہے، لیکن علامہ سکاکی فرماتے ہیں کہ تقدیم اس وقت تخصیص کا فائدہ دے گی جب اصل میں مسند الیہ کو مؤخر ماننا جائز ہو۔ اس طرح کہ وہ صرف معنی کے اعتبار سے فاعل ہو لفظاً فاعل نہ ہو اور اس کو اس طرح فرض بھی کر سکیں۔
جیسے اَنَا قُمْتُ (میں ہی کھڑا ہوں) اگر اس میں اَنَا مسند الیہ کو اصل میں مؤخر فرض کریں تو قُمْتُ اَنَا ہو گا اس صورت میں اَنَا تاکید ہو گی قُمْتُ میں موجود فاعل کی۔
اگر ان دونوں شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو علامہ سکاکی کے نزدیک تقدیم تخصیص کا فائدہ نہیں دے گی بلکہ صرف تقویِ حکم کا فائدہ دے گی۔ خواہ مؤخر کرنا جائز ہو مگر مؤخر مانا نہ گیا ہو، جیسے اَنَا قُمْتُ میں ہے۔

یا مؤخر کرنا ہی جائز نہ ہو جیسے زَیْدٌ قَامَ

اس مثال میں یہ فرض کرنا کہ اصل میں قَامَ زَیْدٌ تھا پھر زید کو مقدم کر دیا گیا جائز نہیں ہے۔

سوال: (25)۔وَاسْتَثْنَی الْمُنَکَّرَ بِجَعْلِهٖ مِنْ بَابِ وَاَسَرُّوْا النَّجْوَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اس عبارت سے علامہ سکاکی کی کیا مراد ہے بیان کریں؟

جواب: جس طرح زید قام میں زید کی تقدیم نے اختصاص کا فائدہ نہیں دیا' اس سے بظاہر یہ لگتا ہے کہ رجل جاءنی میں رجل کی تقدیم اختصاص کا فائدہ نہ دے' کیونکہ اگر اس کو بعد میں مانیں اور کہیں کہ اصل میں جاءنی رجل تھا تخصیص کے لیے اس کو مقدم کیا تو رجل فاعل بنے گا جاء کا' اور جب اس میں تخصیص نہیں پائی گئی تو اس کا مبتدا بننا بھی درست نہیں ہو گا' کیونکہ وہی نکرہ مبتدا بن سکتا ہے جس میں تخصیص پائی جائے' تو جہاں نکرہ مبتدا ہو اور اس میں تقدیم کے علاوہ کوئی خصوصیت نہ پائی جائے ان تمام جگہوں کا علامہ سکاکی نے استثناء کیا ہے' اور تاویل کر کے کہا ہے کہ رجل جاءنی جیسی مثالوں میں اگر مسند الیہ کو بعد میں مانا جائے گا تو وہ لفظاً فاعل نہیں ہو گا' بلکہ فاعل دراصل ضمیر ہے جو مبدل منہ ہے اور مسند الیہ بدل ہے' اور یہ ایسے ہی ہے جیسے

وَاَسَرُّوْا النَجْوَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا میں اَسَرُّوْا کا فاعل ضمیر ہے جو مبدل منہ ہے اور اَلَّذِیْنَ بدل ہے۔

سوال : (26)۔شَرٌّ اَھَرَّ ذَا نَابٍ میں شر کو مبتدا بنانا درست ہے یا نہیں ‘ اگر درست ہے تو علامہ سکاکی کا کیا موقف ہے کتاب کی روشنی میں بیان کریں؟

جواب :

Munawarsaeed